یادگاری اِشاعت بہ سلسلہ 131واں یومِ وفات

فیضیّہ

(رِسالہ مفیدہ در فن مناظرہ)

مصنّفہ

ادیب الہند مولانا فیض الحسن سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ
بانی صدرِ شعبۂ عربی، اورینٹل کالج، لاہور
(متوفی ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۷ء)

ناشر
محمّد رضاء الحسن قادری
دارالاسلام
8-C پہلی منزل محی الدین بلڈنگ، داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ، لاہور، پنجاب۔ پاکستان
darulislam21@yahoo.com +923219425765
www.facebook.com/Razaulhassan Qadri

تجری عیون العلم من بیت العلوم کما تری
سالت عیون الماء فی الفجاب من لجبالھا

الحمد للہ والمنۃ کہ رسالہ مفیدہ درفن مناظرہ المسمے

فیضیہ

جسکو فاضل کامل النصاب مولوی فیض الحسن صاحب
مدرس اول عربی کالج علوم شرقی لاہور نے واسطے سہولیت امیدواران
امتحان مولوی فاضل کے تالیف کیا اور بحکم واجب الاذعان جناب

ڈاکٹر جی ڈبلیو لیٹنر صاحب بہادر

رجسٹرار و بانی مبانی بیت العلوم پنجاب کے بماہ مارچ ۱۸۸۲ء

مطبع انجمن پنجاب لاہور میں
باہتمام کارپردازان طبع ہوا

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ

فیضانِ نورِ علم

امامِ اعظم علی الاطلاق مؤسس فقہِ حنفی ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رحمۃ اللہ علیہ

امامِ المتکلمین مصحح عقائد المسلمین ابو منصور محمد بن محمد بن محمود ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ

غوثِ اعظم شیخ طریقت حضرت سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

امامِ ربانی مجددِ الفِ ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

برکۃ المصطفیٰ فی الہند شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سُنّت شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

میرِ مجلس

نازشِ ملتِ اسلامیہ، محدثِ عصر، محقق عبقری، سماحۃ الشیخ

علامہ غلامِ رسول سعیدی حفظہ اللہ

دارالعلوم نعیمیہ، کراچی

مجلس دریافت کنندگان نوادرِ علمیہ

سید محمد عبداللہ قادری، محمد سہیل احمد سیالوی، محمد عثمان رضوی، میثم عباس رضوی
فیصل خان رضوی، محمد ثاقب رضا قادری، محمد فاروق عطاری، محمد ابرار عطاری، محمد طارق

صاحب الارشاد	مؤسس ومدیر	ناظمۃ الامور
مفتی غلامِ حسن قادری	محمد رضاء الحسن قادری	انعم شہزادی (ایم فل سکالر)

ضابطہ و دستور

سلسلۂ مطبوعات: 24، طبع: جمادی الاولیٰ 1435ھ/ مارچ 2014ء، قیمت: 30 روپے NET

عرضِ ناشر

دار الاسلام کے مقاصدِ قیام میں ایک مقصدِ عظیم بل کہ اعظم المقاصد تراثِ علمیہ اسلامیہ کا اِحیا ہے۔ خدائے بزرگ و برتر کی توفیق و نصرت اور اِدارہ کی سعی سے اب تک دو درجن کے قریب نوادر کی اِشاعتِ نو کو ممکن بنایا جاچکا ہے۔ اِس سلسلۃ الذہب میں سر دست کم و بیش یک صد نایاب یا کم یاب کتب و رسائل شامل ہو چکی ہیں، جنھیں یکے بعد دیگرے منصۂ شہود پر لایا جائے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ و تبارک۔

اکابرِ اسلام کی کتبِ نادرہ کی طباعتِ نو میں ہمارے پیشِ نظر چند عزائم ہیں:

۱- وہ نادر کتابیں جن کی علمی، تحقیقی، ادبی، فنی، تاریخی یا کسی بھی طرح کی حیثیت مسلّم ہے، اُن کو اعلیٰ معیارِ طباعت پر پیش کیا جائے۔

۲- وہ افاضل و اماثل شخصیات جن کا پایہ علمی دنیا میں تسلیم کیا گیا ہے اور ان کی کوئی کتاب مارکیٹ میں دست یاب نہیں ہے، اُن کی کوئی ایک تصنیف (جو بھی میسر آجائے) مع مختصر تعارف شائع کرنا جس سے ان کی شخصیت کا اِجمالی خاکہ قاری کے سامنے آجائے۔

۳- ایسی ہی قد آور شخصیات کہ جنھوں نے کسی ایسے فن میں تصنیف کی ہو جس میں ان کی شہرت نہ ہو اور وہ عام طور سے اہلِ علم کی نظروں سے اوجھل ہو، ایسے بدائع کو منظرِ عام پر لانا۔

۴- کوئی اہم حوالہ جاتی دستاویز اگرچہ نئی کتابت کے ساتھ چھپ چکی ہو، مارکیٹ میں موجود بھی ہو، لیکن اس کے مطبوعہ نسخے کی صحت و ثقاہت کا معیار مشکوک ہو، اُس کے اوّلین یا بعد والے کسی معتمد و اَصح نسخے کی عکسی اشاعت کرنا۔

۵- کچھ عرصے سے بعض لوگوں نے شخصیات کو ہتھیانے کا دھندا شروع کر رکھا ہے، غیر متنازعہ شخصیات کے مسلک و عقیدہ کے ساتھ ساتھ تاریخ کو بھی مسخ کرنے کے لیے ان کی کتب میں تحریفات کا کاروبار جاری ہے۔ ایسی ستم رسیدہ شخصیات کے قلمی یا ان کی زندگی میں مطبوعہ آثارِ علمیہ کو بہ صورتِ عکس شائع و ذائع کرنا، تاکہ تاریخ اور کا قبلہ درست رہ سکے۔

حضرات! یہ کام ایک اِدارے کا نہیں، بل کہ پوری جماعت کا ہے۔ اِس قسم کے علمی کاموں کے لیے ریاست کی سرپرستی ناگزیر ہے، جب کہ ایسا کوئی اِتفاق نہ ہو تو ہم مذہب اربابِ ثروت کی سب سے زیادہ حق داری اور ذمہ داری ہے کہ وہ اس قبیل کی غیر رسمی مساعی میں دردِ دل، خلوصِ نیت اور وفورِ شوق کے ساتھ اِعانت فرمائیں، تبھی اِس شعبے کا ترقی کی منازل طے کر پانا ممکن ہوگا، وگرنہ چند روزہ مشقت کے بعد وہی حشر ہوگا جو ہماری دوسری سرگرمیوں کا ہوتا ہے، یعنی اِس تاب ناک روایت کا بھی دم ٹوٹ جائے گا۔

ادیب الہند مولانا فیض الحسن سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ

از:- محمد رضاء الحسن قادری

حضرت مولوی فیض الحسن ۱۲۳۲ھ/ ۱۸۱۶ء کو سہارن پور میں پیدا ہوئے۔ آپ قرشی النسب تھے۔ والد کا نام خلیفہ علی بخش، دادا کا خدا بخش، پردادا کا قلندر بخش اور والدہ کا فیض النسا تھا۔

اِبتدائی درسی کتابیں اپنے والد سے پڑھیں۔ صدر الصدور مفتی صدر الدین خاں آزردہ دہلوی سے ادبیات اور اِمامِ حکمت و کلام علامہ فضل حق خیر آبادی سے معقولات کی تحصیل کی۔ حضرت شاہ احمد سعید مجددی سے حدیث پڑھی اور اخون صاحب ولایتی سے سندِ فراغِ حدیث حاصل کی۔ مولانا اِمام بخش صہبائی سے مشقِ سخن کی۔ مرزا غالب، اُستاد ذوق، حکیم مومن، نواب شیفتہ سے صحبت رہی۔ طبیبِ شاہی حکیم اِمام الدین سے طب سیکھی۔ شیخ العرب والعجم حضرت حاجی اِمداداللہ تھانوی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلۂ چشتیہ میں بیعت کی۔ آپ مسلکاً سنی اور مذہباً حنفی تھے۔

۱۷؍ اکتوبر ۱۸۷۰ء کو اورینٹل کالج لاہور میں شعبۂ عربی کے پروفیسر پھر بانی صدر مقرر ہوئے۔ آپ کے تلامذہ میں امیر ملت حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ علی پوری، سر سیّد احمد خان، علامہ شبلی نعمانی، خواجہ الطاف حسین حالی، مولانا اصغر علی روحی، مولانا مفتی محمد عبداللہ ٹونکی، مولانا وحید الدین سلیم، مولوی محمد اسمٰعیل میرٹھی اور مولانا حمید الدین فراہی جیسے نام ور حضرات ہیں۔

مولانا غلامِ دستگیر قصوری، مولانا غلامِ قادر بھیروی، مولانا غلام محمد بگوی، مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا محمد حسین آزاد آپ کے معاصرین میں سے تھے۔

تصانیف میں تعلیقات علی تفسیر الجلالین، حل ابیاتِ بیضاوی، تحفۂ صدیقیہ (شرحِ حدیث اُمّ زرع)، فیضیہ (درفن مناظرہ)، الفیضی (شرح دیوانِ حماسہ)، ریاض الفیض (شرح سبع معلقات؛ عربی، فارسی، اُردو)، حاشیہ عروض المفتاح، دیوان الفیض (عربی)، نسیم فیض (دیوانِ فارسی)، گلزارِ فیض (دیوانِ اُردو) مطبوع ہیں۔ اور قرابادین فیضی، فیض القاموس، شرح تاریخ تیموری، ضوء المشکاۃ، اختصار ایلاتی مخطوط ہیں۔ ان کے علاوہ دیوانِ حسان بن ثابت کی ترتیب، ڈاکٹر جی۔ ڈبلیو۔ لائٹنر (پرنسپل اورینٹل کالج) کی کتاب "سنینِ اِسلام" کی تالیف میں معاونت، مولانا محمد عبدالسمیع بیدلؔ رام پوری کی کتاب "انوارِ ساطعہ دربیانِ مولود و فاتحہ" پر تقریظ نیز اورینٹل کالج کے ماہ وار عربی مجلّہ "شفاء الصدور" کی کئی سال اِدارت کرتے رہے۔ سر سیّد کی شائع کردہ فارسی کتابوں "تاریخ فیروز شاہی" اور "تزکِ جہاں گیری" کی تصحیح و ترتیب زیادہ تر آپ کی علمی کاوش کی مرہونِ منت ہے۔ سائنٹفک سوسائٹی (غازی پور)، علی گڑھ اور ادارۂ تحقیق و تصنیف (اورینٹل کالج) میں ترجمہ اور نظامت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ حکومتِ وقت نے علمی خدمات کے اعتراف میں آپ کو "شمس العلما" کا خطاب دیا۔

حج بیت اللہ شریف کی سعادت سے مشرف ہوئے۔ دو شادیاں کیں۔ دو صاحب زادے رشید احمد اور سعید احمد تھے۔ مولوی رشید احمد کے بیٹے مولوی نصر العزیز قریشی تھے، جن کے پاس دادا کی کتابوں کے قلمی نسخے موجود تھے۔

آپ کی وفات ۱۳؍ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۴ھ/ ۶؍ فروری ۱۸۸۷ء کو لاہور میں ہوئی۔ وصیت کے مطابق سہارن پور کے آبائی قبرستان میں دفن ہوئے۔

علامہ شبلی نعمانی نے وفات پر نہایت دل گداز فارسی مرثیہ لکھا۔ سیّد سلیمان ندوی کہتے ہیں:

"مولانا اس پایہ کے ادیب تھے کہ خاکِ ہند نے صدیوں میں شاید ہی کوئی اتنا بڑا اِمام الادب پیدا کیا ہو۔"

(حیاتِ شبلی، ص ۸۰؛ بہ حوالہ تذکرۂ علمائے اہل سنت و جماعت لاہور، ص ۱۷۲۔ مکتبہ نبویہ، لاہور ۲۰۱۳ء)

مولانا حکیم سیّد عبدالحی حسنی ندوی نے لکھا ہے:

"كان من اعاجيب الزمان ذكاء و فطنة و علما، لم يكن فى عصره اعلم منه بالنحو و اللغة و الاشعار و ايام العرب و ما يتعلق بها متوفرا على العلوم الحكمية... و انتهت اليه رئاسة الفنون الادبية۔ له مصنفات جليلة ممتعة۔"

(نزهة الخواطر و بهجة المسامع و النواظر ۸/ ۳۶۶۔ اصح المطابع، کراچی ۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء)

محمد یحییٰ تنہاؔ نے کہا ہے:

"مولوی فیض الحسن صاحب اس زمانہ کے اصمعی اور ابو تمام سمجھے جاتے تھے۔ ہندوستان کے تمام دورۂ اِسلامی میں قاضی عبدالمقتدر کے سوا یہی ایک فرد ہے جو عربی شاعری کا صحیح مذاق رکھتا تھا۔" (سیر المصنفین، جلد دوم صفحہ ۲۰۵؛ بہ حوالہ تذکرۂ علمائے اہل سنت و جماعت لاہور، ص ۱۷۶)

فہرست

یافتاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ و رسول کی حمد و نعت کے بعد جو سارے مسلمانون پر واجب ہے ہیچمدان ناقدم
بیشعوری فیضِ سہارنپوری یہہ گذارش کرتا ہے کہ ازبسکہ ہمارے مدرسہ
یعنی بیت العلوم لاہور کے سالانہ امتحان مین فنِ مناظرہ کے سوال بھی
آتے تھے اور طالب علمون کو اونکے جوابون مین تھوڑی بہت دشواری
پیش آتی تھی اسلیے کہ برتاؤ ان مسئلونکا بہت کم ہے تو مین نے بحکم رجسٹرار
والامقدار ڈاکٹر لیٹنر صاحب کے ایک چھوٹا سا رسالہ اس فن مین لکھا
اور ضروری بحثون کو اوسمین درج کیا اور نام اوسکا فیضیہ رکھا چنانچہ یہہ
رسالہ ایک مقدمہ اور چند مطلبون اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے مقدمہ مین
علم کی تعریف اور موضوع اور غایت اور اقسام بحث اور اصطلاحون کا
بیان ہے اور خاتمہ مین وہ باتین لکھی ہین جو فریقین کو مناظرہ کیوقت

مین چاہتے ہین اور یہہ بات کہلم کہلا کہتا ہون کہ مین اس فن سے بخوبی واقف نہین ہون اگر خدانخواستہ کہین بہول چوک ہو جاوی تو معافی کا مستحق ہون باقی رہی چشم عناد سو علاج اوسکا کسی کے قبضہ مین نہین

بیت چشم بد اندیش کہ برکندہ باد ٭ عیب نماید ہنرش در نظر

علاوہ اسکے واقف فن کا سکوت بھی حسد سے کچھ کم نہین اگرچہ ابذا رسانی مین پہلی بات نہین پہونچتا **ع** این کہ می گویم ہمہ حال من است

مقدمہ

مناظرہ ایک ایسا علم ہے جسمین بحث کے سقم وصحت سے بحث کی جاتی ہے اور وہی اوسکا موضوع ہے اور اوسکی غایت یہہ ہے کہ مباحثہ کی طریق صایب سے نہ چوکے کہ اپنے مطلب کو نہ پہونچے بحث کی تین قسمین ہین **ایک مناظرہ** وہ اصل لغت مین باہم نظر کرنے اور باہم نظیر ہونیکو کہتے ہین اور اصطلاح مین یہہ ہے کہ دو آدمی یا زیادہ کسی حکم خبری کے چھان بین مین باین غرض توجہ کرین کہ جو بات اوسمین ٹہیک ہووے وہ بخوبی ظاہر ہو جاوے **خواہ** وہ توجہ بظاہر ہووے جیسے مشاہیر مین ہوتے تھے یا بحسب باطن ہووے جیسے کبھی اشراقیون مین ہوتے تھے اور **خواہ** وہ دونون فریق ایک وقت مین ہووین جیسے آجکل مین

کہین واقع ہووے یا آگے پیچھے ہو جیسے پہلے اگلے پر اعتراض کرین اور **خواہ** وہ حکم خبری حملی ہو یا اتصالی یا انفصالی ہو یا سلبی یا صریح ہو یا ضمنی ہو جیسے کہ تعریفون مین ہوتا ہے چنانچہ تفصیل اوسکی آگے آویگی اور **خواہ** دونو فریقون کی غرض اظہار صواب ہو جیسے کہ جمہور کا مذہب ہے یا **منجملہ** اونکے کسی فریق کے وہ غرض ہو جیسے کہ بعضونکا قول ہے مگر اب مناظرہ کا اطلاق اس قسم پر باین لحاظ ہے کہ مناظرہ اشرف ہی اور اسکی شرافت کے لئے بھی بہت ہے کہ اوسے کی نام سے یہہ علم نامی گرامی ہوا ٭

مجادلہ

دوسری قسم مجادلہ ہے وہ لغت مین سخت خصومت کا نام ہے اور اصطلاح مین اوس جھگڑے کو کہتے ہین جسمین صرف یہہ غرض ہوتی ہے کہ طرف مقابل کو الزام فاحش دیوے اگر وہ سایل ہے یا اوسکے الزام سے محفوظ رہے اگر وہ مجیب ہے یا یہہ دونون باتین مرکوز خاطر ہووین عام اس سے کہ فریقین کا مقصود واحد ہو یا مختلف ہو مثلاً ایک مناظر ہو اور ایک مجادل ہو یا مکابر ہو مگر جب کہ کوئی مناظر ہو گا تو اب اس بحث و مباحثہ کو بباعث شرافت مناظرہ کے مناظرہ بھی کہہ سکتے ہین جیسے کہ بعضون نے کہا ہے ہان جب فریق ثانی مکابر ہو گا تو یہہ قسم مجادلہ ہے اسلئے کہ مجادلہ مکابرہ سے اشرف ہی **تیسری** قسم مکابرہ ہے اور وہ لغت مین بڑائی جتانے کو کہتے ہین اور اصطلاح مین وہ مباحثہ ہے جسمین یہہ منظور

نہین ہوتا کہ الزام دین یا الزام سے بچین یا ٹہیک ٹھیک بات جتا دین
بلکہ صرف لڑنا جہگڑنا مرکوز خاطر ہوتا ہے **عام** اس سے کہ یہہ دونو کا مطلب
بھی ہووے یا کسی ایک کا مگر جب کہ کوئی فریق اون مین سے یہہ چاہے کہ
صواب واضح ہوجاوے تو اب بقول بعضون کے یہہ مناظرہ گنا جاویگا
اور حق یہہ ہے کہ یہہ تینون قسمین باہم مباین ہین **مدعی** لغت مین دعوی
کرنے والے کو کہتے ہین اور یہان وہ کوئی ہے جو کسی حکم خبری کی
صدق وصحت کا دعوی کرے پھر اگر وہ نظری ہووے تو دلیل اوسپر
لاوے اور اگر بدیہی غیر اولے ہو تو تنبیہ کے ذریعہ سے اوسکی خفا
کو اوٹھاوے اور بخوبی زایل کرے اور جب کہ وہ دلیل لاوے تو اگر
دلیل انی سے کام اپنا نکالے تو اوسکو مستدل کہتے ہین اور اگر دلیل
لمی کو کام مین لاوے تو اوسکو معلل بولتے ہین **دعوی** وہ قضیہ ہے
جسکے حکم کا اثبات یا اظہار اوسکی پیش کرنیوالے کو منظور ہووے اور
بحسب اختلاف اعتبارات اوسکو نتیجہ اور مطلوب اور مسئلہ اور مبحث
اور قانون اور خبر اور مقدمہ بہی کہتے ہین مگر مطلوب عام ہے مسائل سے کہ
تصوری تصدیقی دونو کو شامل ہے **معرف** اصل مین بتلانے جتانے
والے کو کہتے ہین اور اصطلاح مین نام اوس کا ہے جو کسی اسم کے
شرح یا کسی موجود نفس الامری کی حقیقت کو بتاوے اور یہہ تعریف اوسکے

مدعی

دعوی

معرف

حقیقی کہلاتی ہے اور مفاد اسکا ایک ایسے شئے کا تصور ہے جسکی وجود
واقعی کا علم حاصل ہے اور غیر حقیقی کی دو قسمین ہین ایک اسمی جسکا مفاد
ایسی شئے کی نفس مفہوم کا ابتدائی تصور ہے جسکی وجود و عدم سے کچھ
بحث نہین اور دوسری قسم لفظی ہے جسکا مفاد التفات ثانی ہے کہ بتانے
والا پوچھنے والے کو یاد دلا دیتا ہے اور شرط یہہ ہے کہ تفسیر لفظ
مسئول کی اجلی اور اوضح ہووے تاکہ مسائل متردد نرہے اور کل بحث
تعریف کے منطق کی کتابون مین مذکور ہے **نقل** اصل لغت مین کسی شئے
کے ایک جگہہ سے اوٹہاکر دوسری جگہہ لیجانے کو کہتے ہین اور
وہ اصطلاح مین یہہ ہے کہ منجملہ فریقین کے کوئی فریق اپنی کلام مین ایسے
کسی کے قول کو بلفظہ یا بالمعنی بطور سند نقل کرے جو فریق ثانی کے
نزدیک مقبول و مسلم ہووے خواہ وہ ناقل کے نزدیک بھی مسلم ہو یا
نہ ہو جیسے کہ دلیل الزامی مین واقع ہوتا ہے نظر برین متعلمون کو
چاہیے کہ غیر مقلدون کے مقابلہ مین کسی امام کے قول کو نقل نکرین
اسلیے کہ وہ کسی امام کے قایل نہین ہین ہان غیر مقلد اگر الزام دینا چاہین تو
مقلدون کے پیشواؤن کے قول اونکے مقابلہ مین پیش کرین مگر خصم کا
الزام واسکات اوسوقت متصور ہو سکتا ہے کہ قول منقول کے
وہی معنے نزدیک اوسکے بہی صحیح و مسلم ہووین جو ناقل سمجھ رہا ہے

نقل

اور نقل کے شرط یہہ ہے کہ نقل کرنیوالا کہلم کہلا یہہ کہے کہ فلانے حکیم یا
اوس امام نے مثلاً یہہ فرمایا ہے اور یہہ **فرمودہ** اوسکا ہے تاکہ۔
تصحیح نقل اقتباس نہو جاوے **تصحیح نقل** اصطلاح مین یہہ ہے کہ نقل کرنیوالا قول منقول
کو قایل تک پہونچاوے یعنے اگر وہ جیتا جاگتا ہووے تو اوسکا مقابلہ
کراوے اور اوس سے تصدیق اوسکی چاہئے اور اگر وہ زندہ نہوا ور
دلیل قول منقول اوسکا کہین لکہا ہوا ہووے تو وہ دکہلاوے **دلیل** اصل
مین راہ بتانے والے کو کہتے ہین اور اصطلاح مین دعوی کی مثبت یا خصم
کی ملزمہ کا نام ہے اول کو تحقیقی اور دوسری کو الزامی بولتے ہین اور یہہ
قسم مسلمات خصم سے بنائی جاتی ہے اور تمام اقسام اوسکی منطق کے
کتابون مین مذکور ہین اور کبہی ملزوم یقین کو دلیل اور ملزوم ظن کو امارت
بفتح ہمزہ کہتے ہین خواہ وجود اس ملزوم کا بجائے خود یقینی ہو یا ظنی ہو
تنبیہہ اور اب قیاس کو دلیل اور تمثیل اور استقرا کو امارت بہی کہہ سکتے ہین **تنبیہہ**
لغت مین نیند سے جگانیکو کہتے ہین اور اصطلاح قوم مین اوس بیانکا
نام ہے جو بدیہی کے خفا کو دور کرے جیسے کوئی ثبوت حقایق محسوسہ
کا دعوی کرے اور یہہ کہے کہ وہ ثابت ہین اسلئے کہ ہم اونکو آنکھون سے دیکہتے
ہین اور تنبیہہ حقیقت مین مظہر ہوتی ہے نہ مثبت اسلئے کہ نظری اثبات
تقریب کی محتاج ہوتی ہے نہ بدیہی غیر اولے **تقریب** لغت مین نزدیک کرنیکو

کہتے ہین اور اصطلاح مین یہہ ہے کہ مستدل اپنی دلیل کو ایسے عمدہ طور سے
چلاوے کہ مطلوب سے بعید نہووے مثلاً اگر کوئی مدعی کسی شئی کے
انسان ہونیکا دعوے کرے اور یون کہے کہ یہہ شئی انسان ہے
اسلئے کہ وہ حیوان ہے تو یہہ دلیل اوسکی دعوی کو مستلزم نہوگی اور
تعلیل کہا جاویگا کہ تقریب تام نہین **تعلیل** لغت مین کئی معنون مین مستعمل ہوتی ہے
اور یہان کسی شے کی پوری علت جتانے کا نام ہی چنانچہ جتانے والے
کو معلل کہتے ہین اور اوسکی دلیل کو لمی بولتے ہین جیسے کوئی حکیم
علت عناصر کی کروی ہونے کی علت یہہ بتاوے کہ وہ بسیط ہین **علت** لغت
مین سبب کو کہتے ہین قال فی القاموس ہذہ علتہ ای سببہ اور
اصطلاح مین اوسکو کہتے ہین کہ شے اپنی ماہیت مین یا وجود مین محتاج اوسکی
ہووے اور یہہ تعریف بسیط کے خارجی اور مرکب کے داخلی خارجی
ملازمۃ علتون کو شامل ہے **ملازمۃ** باہم چسپان ہونیکو کہتے ہین اور
اصطلاح مین یہہ ہے کہ ایک حکم دوسری حکم کا مقتضی ہووے چنانچہ
پہلے کو ملزوم اور مقتضی بصیغہ اسم فاعل اور دوسری کو لازم اور مقتضی بصیغہ
اسم مفعول کہتے ہین اور یہہ اقتضاء عام ہے اس سے کہ واقعی ہو یا
منع ظنی جیسے کہ شرطیات مین پایا جاتا ہے **منع** لغت مین روکنے کو کہتے
ہین اور اصطلاح مین یہہ ہے کہ دلیل مدعی کی کسی مقدمہ صغری یا

کبری کو نہ مانے اور اوس سے دلیل اوسکی طلب کرے غرض کہ باین طور
خاص اوسکی دلیل کو چلنے نہ دے اور اوسکو مناقضہ اور نقض تفصیلی
بھی کہتے ہین اور لفظ اوسکی یہہ ہین کہ ہم اس مقدمہ کو نہین مانتے یا یہہ
یہہ مقدمہ ممنوع یا غیر مسلم ہے حلّ لغت مین گرہ کھولنے کو کہتے ہین اور حل
اصطلاح قوم مین یہہ ہے کہ مجیب اپنا معترض کے اعتراضات مین مواضع
غلطی کو جتاوے اور اسمین اور منع مین یہہ فرق ہے کہ وہ مجیب کی جانب
سے ہوتا ہے اور منع سائل کے جانب سے ہوتی ہے اور اوسمین مواضع
غلطی کا جتانا مقصود ہوتا ہے اور منع مین یہہ غرض ہوتی ہے کہ
مدعی کی دلیل مخدوش ہے مقدمہ لغوی معنے اوسکی معروف مقدمہ
اور پیش پا افتادہ ہین اور اصطلاح مین وہ ہے جسپر دلیل کا راست
درست ہونا موقوف ہووے خواہ وہ دلیل کا جز ہووے جیسے
صغری یا کبری یا شرط ہووے جیسے صغری کا ایجاب اور کبری کی
کُلیت شکل اول مین مثلاً سند اصل مین تکیہ اور سہارا کو کہتے سند
ہین اور اصطلاح مین نام اوسکا ہے جو منع کی تائید و تقویت کے لئے
لائی جاوے واقع مین مفید ہو یا نہ ہو اور اوسکو مستند بھی کہتے ہین
اور لفظ اوسکی یہہ ہین لم لایجوز یعنے کیون جائز نہین اور کیف لا یعنے کیونکر
جائز نہو والحال انہ کذلک یعنے اور حال یہہ ہے کہ وہ ایسا ہی نقض اصل لغت نقض

مین توڑنے کو کہتے ہین اور اصطلاح مین یہہ ہے کہ مدعی کی دلیل ایسے
شاہد کے ذریعہ سے توڑی جاوے جو واقع مین متحقق ہووے اور یہہ
جتاوے کہ دلیل مذکور کا مدلول اوس سے متخلف ہے یعنے وہان
دلیل پائی جاتی ہے اور مدلول اوسکا نہین پایا جاتا یا اگر مدلول اوسکا
متحقق ہووے تو یہہ محال لازم آتا ہے جیسے جب کوئی مدعی کسی شئے
کے محسوس ہونیکا دعوے کرے اور یہہ کہے کہ یہہ شئے محسوس ہے
اسلئے کہ وہ موجود ہے اور ہر موجود محسوس ہے تو تخلف کی تقریر
اسمین یہہ ہے کہ باری تعالے موجود ہے اور محسوس نہین اور لزوم
استحالہ کا بیان یہہ ہے کہ اگر مدلول اوسکا واقع مین ثابت و متحقق ہووے
تو باری تعالے کی جسمیت لازم آتی ہے اسلئے کہ ہر محسوس جسم ہے
یا جسمانی ہے اور محال عام ہے شرعی ہو یا عقلی ہو اور اسکو نقض
اجمالی اسلئے کہتے ہین کہ کل دلیل مجملاً پر اعتراض ہے شاہد لغت شاہد
مین گواہ کو کہتے ہین اور اصطلاح مین نام اوسکا ہے جو دلیل
مدعی کی فساد اور قول ناقض کی صحت کو جتاوے اور یہہ بات یاد
رہے کہ کوئی نقض اجمالے ایسی شاہد صادق کی بدون مقبول و
مسموع نہین ہوتا معارضہ اصل لغت مین آپسکی آڑی آجانے معارضہ
کو کہتے ہین اور اصطلاح مین یہہ ہے کہ جس مطلب پر مدعی نے

دلیل کو قایم کیا خصم اوسکی نقیض پر مستقل دلیل قایم کرے خواہ وہ
نقیض صریح ہو یا نقیض صریح کا لازم مساوی ہو یا نقیض صریح سے
اخص ہو معارضہ کی تین قسمین ہین ایک یہہ کہ دونو کی دلیلین اقسام معارضہ
مادہ صورت مین باہم متفق ہون جیسے عانة الورود منا الطوان مین ہوتا
ہے مثلاً ایک آدمی حدوث عالم کو مدعی ٹھراکر یہہ کہے کہ یہہ مدعی
ثابت ہے ورنہ نقیض اوسکی ثابت ہوگی اور جب کہ نقیض اوسکی ثابت
ہوگی تو کوئی نہ کوئی شئے ثابت ہوگی نتیجہ یہہ نکلا کہ اگر مدعی ثابت نہوگا
تو کوئی نہ کوئی شئے ثابت ہوگی اور عکس نقیض اسکا یہہ ہے کہ جب کوئی
شئے ثابت نہ ہوگی تو مدعی ثابت ہوگا اور یہہ محال ہے اسلئے کہ مدعے
بھی ایک شئے ہے اور یہہ محال ثبوت نقیض سے لازم آیا تو ثبوت نقیض
اسکا محال ہے اور جب نقیض مدعی کی محال ہوئی تو مدعی واجب الثبوت ہوا
اور دوسرا آدمی قدم عالم کو مدعی ٹھراکر پہلے قدم بعدم چلے یہان تک
کہ استحالہ نقیض سے ثبوت مدعی کا لازم آجاوے اور اس قسم کا معارضہ
بالقلب کہتے ہین دوسری یہہ کہ دونو دلیلین صرف شکل وصورت
مین متفق ہون مگر دونو کے مادون مین اختلاف ہو مثلاً ایک عقلی
ہو اور ایک نقلی ہو اور دونو شکل اول یا ثانی پر ہووین یا یہہ کہ مادون مین
اتفاق ہو باقی شکل وہیت مین اختلاف ہو یعنے دونو دلیلین عقلی

ہون یا نقلی ظنی ہون یا قطعی مگر ایک شکل اول پر ہو اور دوسری شکل
ثانی یا ثالث پر یا ایک اقترانی ہو اور دوسرے استثنائی ان دونو صورتون
کو معارضہ بالمثل کہتے ہین اور اگر کسی امر مین اتفاق نہو تو اوسکو معارضہ
بالغیر بولتے ہین مثلاً مدعے کی دلیل قطعی ہو اور شکل ثانی پر ہو
اور معارض کے دلیل ظنی ہو اور شکل اول پر ہو مصادرہ علے مصادرہ
المطلوب یقال صادرہ علے کذا اذا طالبہ بہ یعنے اوس سے اوسپر
مواخذہ کیا یا تاوان اوسکا لیا اور اصطلاح مین یہہ ہے کہ سایل
یون مواخذہ کرے کہ دلیل کی صحت خود مدعی کی صحت پر موقوف
ہے یا کبری کی کلیت خود نتیجہ مطلوب پر موقوف ہے جیسے کہ شکل اول
پر کیا گیا تقریر اوسکی یہہ ہے کہ شکل اول مین کبری کلیہ کی صحت
اسپر موقوف ہے کہ اوسط کی تمام افراد کے لئے اکبر ثابت ہووے اور
جب کہ اصغر بھے منجملہ افراد اوسط ہے تو اوسکے لئے بھی ثابت
ہونا اوسکا ضرور چاہئے اور یہہ خود مطلوب ہے غرض کہ کبری کے کلیت
خود نتیجہ مطلوب پر موقوف ہوئی پس جو شخص اس مدعی کا منکر
ہے وہ کبری کی کلیت کو ہرگز نمانیگا سایل لغت مین مانگنے والے سایل
کو کہتے ہین اور یہان نام اوس کسے کا ہے جو مدعی کی طرف
مقابل ہوکر اوسکے دلیل کو توڑے یا کسی مقدمہ کو نمانے یا اوسکے

خلاف پر مستقل دلیل قایم کرے غرض کہ وہ حقیقت مین دلیل مذکور
مجارات مع الخصم
کی صحت یا خود مدعی کے راستی کا سوال کرتا ہے مجارات مع الخصم
لغت مین مخالف کے برابر ہمراہ چلنے کو کھتے ہین اور اصطلاح مین یھہ
ہے کہ مخالف کی قول کو تسلیم کرکے فرق نکالے اور غلط فھمے اوسکی
جتاوی مثال اوسکے یھہ ہے کہ کافرون نے اپنے رسولون کے
رسالت کا انکار کرکے یھہ کہا کہ تم ہم سے آدمی ہو ہم مین اور تم
مین کوئی فرق نہین پہر اسکے کیا معنے کہ تم رسول ہو اور ہم نہون
رسولون نے قول اونکا تسلیم کیا اور یھہ جواب اونکو دیا کہ بلاشک
ھم تم سے آدمی ہین مگر خدا کی دین ہے جسکو چاہئے اوسکو دیوی
اور یھہ تمہاری غلط فھمے ہے کہ رسالت مقتضای ذات انسانی ہے
توجیھہ
توجیھہ لغت مین متوجہ کرنیکو کھتے ہین اور اصطلاح مین یھہ ہے کہ
خصم اپنے کلام کو معارضہ یا منع یا نقض کے پیرایہ مین متوجہ کرے
غصب
اور کبھی کسی بات کی وجہ بیان کرنیکو بھی کہتے ہین **غصب** اصل
لغت مین پرای حق کے چھینے کو کھتے ہین اور اصطلاح مین یھہ ہے کہ
کہ منجملہ فریقین کے کوئی فریق اپنے منصب کو چھوڑ کر دوسری کی منصب
کو اختیار کرے **مثلاً** اگر سایل کسی کے قول کو نقل کرے اور بعد اوسکے
دلیل اوسپر لاوے تو یھہ غصب ہے اسلئے کہ سایل ناقل کا یہہ منصب ہے

قالوا ان انتم الا بشر مثلنا الخ — قالت لهم رسلهم ان نحن الا بشر مثلکم ولکن الله یمن علی من یشاء من عباده

کہ نقل کے تصحیح کرے نہ یھہ کہ مدعی کے مانند اوسپر دلیل لاوے
اور ایسی ہے مدعی کی جانب سے منع بالمنع ناجایز ہے اسلئے کہ کام
اوسکا یھہ ہے کہ مقدمہ ممنوعہ کو ثابت کرے نہ یھہ کہ منع بر منع وارد
کرے مگر جب کہ غاصب مستدل ہو جاوے تو اوسپر منوع ثلاثہ
یعنے منع نقض معارضہ وارد ہو سکتے ہین بحث مین تین باتین ہوتے
ہین ایک مبادی یعنے دعوی کی تعین دوسری اونباط یعنے
براہین و دلایل تیسری مقاطع یعنے وہ مقدمے جنپر بحث تمام
ہوتے ہے +

مقاصد

مقصد اول
پہلا مقصد یھہ ہے کہ مناظر کو لازم ہے کہ جب اوس سے کوی
بات پوچھی جاوے تو وہ ایسا واضح بیان کرے کہ پھر اوپر چھنے
کی حاجت باقی نہ ہے اور اگر مدعی کوئی نقل پیش کرے تو سایل
کو تصحیح نقل کے طلب کرنا ضروری ہے یہانتک کہ اگر مدعی
کسی کتاب کا حوالہ دے تو اوس کتاب کو منگواکر اپنی آنکھون سے
دیکھے اور اوسکے کھنے پر نہ رہے مگر یھہ بات جب ہے کہ سایل کو
قول منقول کی صحت بجائی خود معلوم نہ ہو اور ناقل نزدیک اوسکے

معتبر نہ ہو ورنہ پیروہ مکابر یا مجادل گنا جاویگا اور جب کہ دعوی نظری
ہو تو دلیل اوسپر مانگی اور اگر بدیہی غیر اولے ہو تو تنبیہ اوس سے
چاہئے اور جب مدعی اپنے دعوی پر کوئی دلیل قایم کرے تو سایل
دلیل مذکور کی صغری یا کبری کو منع کرے خواہ سند لاوے یا نہ لاوے
اسلئے کہ مانع کو سند لانا ضروری نہین اور جب سند لاوے تو مدعی اوسپر
غور کرے کہ وہ نقیض مقدمہ ممنوعہ کی مساوی ہے یا نہین مساوی
کا باطل کرنا بلاشبہہ مفید ہوتا ہے اور اگر اس سند کو باطل نہ کرے تو
مقدمہ ممنوعہ کو ثابت کرے اور بعد اسکے سند کا باطل کرنا ضروری
نہین ہے اور اگر سایل سند نہ لاوے تو اب مقدمہ ممنوعہ کا ثابت
کرنا ضروری ہے اور جب کہ سایل نقض کرے یا معارضہ پیش آوے
تو اب مدعی کو یہہ منصب حاصل ہے کہ وہ معترض کے دلیل کو بنقض
اجمالے توڑے یا اوسپر کوئی منع وارد کرے یا معارضہ پیش آوے
اسلئے کہ سایل کے نقض و معارضہ کے بعد خود مدعی سایل ہو جاتا ہے
اور نیز اوسکو یہہ بات بھی حاصل ہے کہ اپنے دعوی کو یا ساری دلیل
کو یا اوسکے کسی مقدمہ کو بدلے سدنے یا ایسے تقریر سے اداکرے
کہ کوئی اعتراض اوسپر وارد نہو واضح ہو کہ جو سوال دلیل پر وارد
ہوتے ہین وہ تنبیہ پر بھی وارد ہوسکتی ہین مگر جب کہ تنبیہ سے

اثبات مدعی منظور نہین ہوتا بلکہ صرف اظہار ہی مقصود ہوتا ہے تو
سوالات مذکورہ کے وارد کرنے سے کوئی بڑی بات ہاتھ نہین
آتی ہے دوسرا مقصد یہہ ہے کہ وہ تعریف حقیقی جو جنس اور مقصد دویم
فصل سے بنائی جاتی ہے منوع ثلاثہ مذکورہ کے مورد اسلئے ہوتی
ہے کہ اوسمین ضمنی دعوے ہوتے ہین مثلاً حیوان ناطق تین دعوون
پر مشتمل ہے ایک یہہ کہ یہہ کل حد تام ہے اور دوسری یہہ کہ حیوان
جنس ہے اور تیسری یہہ کہ ناطق فصل ہے اب منع کی یہان
یہہ صورت ہے کہ مانع حیوان کی جنس ہونے اور ناطق کی فصل
ہونے یا دونو کی ذاتی ہونے کو منع کرے اور معرِّف کو یہہ چاہئے
کہ امر ممنوع کو ثابت کرے یا سند منع کو لبشرط مساوات اوٹھاوے
اور نقض کا یہہ طور ہے کہ حد کا تخلف محدود سے اور محدود کا تخلف حد سے ثابت کرے
یعنی یہہ بتاوے کہ یہہ تعریف جامع نہین یا مانع نہین اور ستا ہے
تخلف کو پیش کرے سو اب معرف کو یہہ لازم ہے کہ اگر بن پڑے
تو اوسکی شاہد کو اوٹھاوے ورنہ اپنی تعریف کو بدلے اور معارضہ
کی یہہ شکل ہے کہ خود معترض حد مذکور کی مقابلہ مین ایک اور حد بناوے
مگر شرط اوسکی یہہ ہے کہ پہلا معرف حد ثانی کا معرِّف بھی ہو ورنہ تعارض
متصور نہو گا اسلئے کہ تعارض یون متصور ہوسکتا ہے کہ حد ثانی کی

جنس وفصل مذکور کا ذاتی ہونا بدلیل قطعی ثابت ہووے یا پہلا معرف
حد ثانی کے حدیت کا اعتراف کرے اور جب کہ امر اول متعذر ہی تو امر
ثانی ضرور چاہئے اور یہہ بات یاد رہے کہ معارضہ حدود حقیقیہ مین ہوتا ہے
اسلئے کہ ایک ماہیت کے لئے دو حقیقی حدین نہین ہوسکتین اور جب کہ
عوارض کا تعدد محال نہین تو رسمون مین معارضہ نہین ہوتا اور تعریف
لفظی مین یہہ اعتراض منع کے پیرایہ مین وارد ہوتا ہی کہ اس لفظ کے یہہ معنے ہم
نہین مانتے سو جواب اوسکا یہہ ہے کہ اصطلاح ولغت کی کتابون
سے نقل کرے یا معترض کو وہ کتابین دیکھاوے یا یہہ بیان کرے
کہ ہماری مراد اس لفظ سے وہ معنے نہین جو بظاہر سمجھے جاتے ہین ہماری
اصطلاح مین اس کلمہ کے یہہ معنے ہین منوع ثلاثہ کا اطلاق اون سوالون
پر جو حدون پر وارد ہوتے ہین بطریق استعارہ کے ہے اور باوصف
مقصد سیوم — اسکے احتمال حقیقت کا بھی قایم ہے تیسرا مقصد یہہ ہی کہ منوع ثلاثہ
مذکورہ نقض صرف اور نفس دعوی پر وارد نہین ہوتین مگر مجازاً
اسلئے کہ وہ تینون حقیقت مین ابطال دلیل کے لئے موضوع ہین اور
بعضون کا یہہ قول ہے کہ منقول من حیث ہو منقول پر منع وارد نہین
ہوتی ہان اگر ناقل قول منقول کے صدق وصحت کا التزام کرے
یا اوسکو اپنی دلیل کا مقدمہ گروانے تو اب اوسپر منع وارد ہوسکتی ہے

سارے اہل نظر کا اتفاق اسپر ہے کہ منقول معلوم پر تصحیح نقل کا مانگنا اور
بدیہی اولے پر تنبیہ کا چاہنا اور نظری معلوم پر دلیل کا طلب کرنا
جایز نہین ہان اگر یہہ منظور ہو کہ اپنے طریق علم کی سوا اور طریق
سے علم اوس نظری یا بدیہی غیر اولے کا حاصل ہووے یا اپنے
علم کے صحت مرکوز ہو تو کچھ مضایقہ نہین مگر مناظر کو یہہ بات بہت کم سوجھتی
ہے دلیل کے باطل ہونے سے خود مدعی کا باطل ہونا لازم نہین
آتا اسلئے کہ ایک مدعی کے لئے کئی دلیلونکا ہونا جایز ہے ہان اگر ساری
دلیلین باطل ہوجاوین تو اب مدعے کا بطلان واضح ہی اور مستدل
کے لئے تغیر وتبدیل کے سوای کوئی چارہ باقی نہین رہا یعنے وہ اپنے
دعوے کو بدلے سدے چوتھا مقصد یہہ ہی کہ جس مقدمہ
پر دلیل مدعے کی مبنے ہو خواہ وہ صریح ہو یا ضمنے ہو خاص اوسپر
اور اوسکے سمیت اور کسی مقدمہ پر منع وارد ہوسکتی ہے چنانچہ قیاس
مساوات کی مقدمہ اجنبیہ پر منع وارد ہوتی ہے اسلئے کہ وہ اوسکا
مبنے ہوتا ہے اور جو مقدمہ ہر طرح سے معلوم ہووے اوسپر منع
کا وارد کرنا مکابرہ ہے اور اگر التزام منظور ہو تو مجادلہ ہے ہان
بدیہی غیر اولے کو یا تنبیہ کی کسی مقدمہ کو تسلیم نکرنا مضایقہ نہین
ہے منوع مرتبہ کے یہہ صورت ہے کہ دلیل مدعی کی دونون

مقدمون یعنے صغری کبری مین سے ہر مقدمہ کی لنسبت یہہ کہا جاوے
کہ یہہ مقدمہ ممنوع ہے اور اگر یہہ مانا جاوے تو دوسرا مقدمہ ممنوع
ہے اور یہہ منع ثانی اگر تسلیم مقدمہ ممنوعہ پر مبنے ہووے تو واجب
ہوتی ہے ورنہ مستحسن گنی جاتی ہے مثلاً جب کوہی یہہ کہے کہ یہہ
امر بدیہی ہے اور ہر بدیہی معلوم ہے تو سائل یہہ بول اوٹھے
کہ امر مذکور کا بدیہی ہونا ممنوع ہے اور اگر یہہ تسلیم کیا جاوے تو ہر
بدیہی کا معلوم ہونا ممنوع ہے یا پہلے کبری کو نمانے اور پہر اوسکو
مانکر صغری کو نمانے یعنے یہہ کہے کہ ہر بدیہی کا معلوم ہونا
ممنوع ہے اور اگر یہہ مانا جاوے تو امر مذکور کا بدیہی ہونا ممنوع ہے
پہر اگر یہہ کہا جاوے کہ وہ بلاشبہ بدیہی ہے سو معلوم ہونا
اوسکا ضروری ہے تو سائل اب یون ضرور کہے کہ بدیہی ہونا اوسکا
مسلم نہین اور اگر وہ تسلیم کیا جاوے تو ضروری معلوم ہونا اوسکا
مسلم نہین اور جب کہ منع مضر مقصود نہو یعنے مقدمہ ممنوعہ کا
نہ ہونا کچھہ ضرر نہ پہونچاوے تو معلل کو یہہ کہنا پہونچتا ہے کہ اگر مقدمہ
ممنوعہ ثابت ہو تو دلیل اپنی پوری ہے اور اگر ثابت نہین تو عدم
ثبوت اوسکا ثبوت مدعی کو مضر نہین جیسے کوہی مدعے حدوث
اجسام پر یہہ دلیل لاوے کہ وہ محل حوادث ہین اور ہر محل حوادث

خود حادث ہے اور صغری کو یون مدلل کرے کہ ہر جسم یا متحرک ہے یا
ساکن ہے اور سکون و حرکت دونو حادث ہین سو ہر جسم محل حوادث
ہوا اور مانع یہہ منع پیش کرے کہ جسم آن حدوث مین نہ متحرک ہوتا ہے
اور نہ ساکن پس یہہ مقدمہ کہ ہر جسم یا متحرک ہے یا ساکن ہے
ممنوع ہے تو اسوقت معلل کو یہہ کہنا پہونچتا ہے کہ مقدمہ ممنوعہ کا
نہ ہونا ہمکو مضر نہین اسلئے کہ ہر جسم آن حدوث مین حادث
ہوگا اور یہی مطلوب ہے مگر بعضونکا یہہ قول ہے کہ معلل کو یہہ
کہنا مناسب نہین بلکہ وہ مقدمہ ممنوعہ کو ثابت کرے یا کوہی اور
دلیل لاوے اسلئے کہ اوس نے یہہ التزام کیا ہے کہ مدعی کو دلیل
سے ثابت کرے اور اوسکی لئے یہی دو طریق ہین مانع کا اسقدر
توقف کرنا کہ مدعے اپنی دلیل کو پوری کرے نہایت مستحسن ہے
اسلئے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب مدعی اپنی دلیل کو تمام کر چکتا
ہے تو جس مقدمہ کی لنسبت فریق ثانی کو کوئی شک شبہ پیش آیا
ہے اوسکو مدلل کرتا ہے اور بعضونکا یہہ مقولہ ہے کہ مانع کا توقف
کرنا اتمام دلیل تک اچھا نہین مگر پہلے بات اچھی ہے اور بعض
یہہ کہتے ہین کہ توقف کرنا مناظر کو شایان ہے اور توقف نکرنا
مجادل کو مناسب ہے ہان ناقض اور معارض کو اتمام دلیل تک

ٹھہرانا واجب و لازم ہے اسلئے کہ جب تک دلیل پوری نہ ہووے
تب تک نقض و معارضہ نہین ہو سکتا نقض ایسے حکم کا بھی
جائز ہے جسکی نسبت بداہت کا دعوے کیا گیا اسلئے کہ وہ حقیقت
مین اوسکی بداہت کو نمانتا ہے اور اب نقض کا شاہد منع کی سند
سمجھا جائیگا غرض کہ وہ نقض اصل مین منع مع السند ہے پانچوان
مقصد یہہ ہے کہ منع کی سند مقدمہ ممنوعہ کا مجہول و مخفی ہونا
بتاتی ہے اور منع کو قوت بخشتی ہے اگرچہ وہ تائید اوسکے مانع
کے زعم فاسد ہی مین ہووے لحاظ برین یہہ بات بہت ضرور ہے کہ
وہ سند مقدمہ ممنوعہ سے عام نہو نہ عام مطلق ہو نہ عام من وجہ
ہو اسلئے کہ سند خفاء مقدمہ ممنوعہ کو مستلزم ہوتی ہے اور کوئی
عام خاص کو مستلزم نہین ہوتا او جبکہ سند کا موید منع ہونا حقیقت
مین ضروری نہین بلکہ صرف مانع کے زعم مین ہونا چاہئے تو سوفسطائیون
کے اقوال و کلمات سے بھی سند لانا جائز ہے باوجودیکہ وہ واقع کے
مطابق نہین ہوتے مگر حکیم اوسکو مکابرہ تصور کریگا اور جب کہ
کسی بیان سے سند کی توضیح و تقویت کی جاوے اور وہ بیان
دلیل کے پیرایہ مین ہووے تو اوسمین بحث کرنا مستحسن نہین اسلئے
کہ موید سند یا خود سند کی ابطال سے مقدمہ ممنوعہ کا ثبوت لازم

نہین آتا مگر یہہ کہ خود سند اور منع مین مساوات پائی جاوے تو اب
ابطال سند سے بطلان منع کا اور بطلان منع سے ثبوت مقدمہ
کا لازم آویگا مانع پر یہہ بات لازم نہین کہ جب سند پر بحث کی جاوے
تو خود سند کو مدلل کیجئے اسلئے کہ جب مانع خود سند ہی کا محتاج نہین تو کیون
برہان اوسپر لاوے مانع کو یہہ نہین پہونچتا کہ مقدمہ ممنوعہ
کی منافی کو اس سے پہلے ثابت کرے کہ مستدل اوس
مقدمہ کو مدلل کرے اسلئے کہ غصب بلا ضرورت لازم آتا ہے
ہان جب مستدل اوس مقدمہ کو مدلل کرے تو اب منافی
مقدمہ کو بدلیل ثابت کرنا جائز ہے اور غصب منصب
بھی لازم نہین آتا کیونکہ جب مقدمہ مدلل ہووے تو صرف
منع اوسکی ناجائز ہے اور اب یہہ منع مدلل مناقضہ علے
سبیل معارضہ ہو گے غرضکہ مانع کو اثبات منافی
مقدمہ ممنوعہ کا ہر طرحسے ضروری نہین بخلاف ناقض یا معارض
کے کہ اونکو اثبات کی ضرورت ہوتے ہے چنانچہ ناقض کا
یہہ ذمہ ہے کہ وہ تخلف مدلول یا لزوم محال کو ثابت کرے
اور معارض پر یہہ واجب ہے کہ وہ نقیض مطلوب پر دلیل
مستقل لاوے تبصرہ سند خاص کے یہہ معنی ہین کہ مقدمہ

ممنوعہ کی نقیض اوسکے ہوتی نہونے دونونپر صادق آوے
جیسے کوئی اس مطلوب کو ثابت کرے کہ یہہ شئے حساس ہے
اور یہہ دلیل اوسپر لاوے کہ یہہ شئے حیوان ہے اور ہر حیوان
حساس ہے اور مانع یہہ کہے کہ حیوان ہونا اوسکا ممنوع ہے
جایز ہے کہ وہ کوئی شجر ہو لیس یہہ سند یعنے شجر ہونا اوسکا
اوسکے حیوان نہ ہونے سے خاص ہے اسلئے کہ جب وہ شجر
نہ ہو بلکہ حجر ہو تب بہی وہ حیوان نہ ہوگا اور وہ سند جو
نقیض مقدمہ سے عام مطلق ہووے برخلاف اسکی ہوتی
ہے یعنے وہ نقیض مقدمہ اور عین مقدمہ دونوکے ساتھہ
پائی جاتی ہے جیسے مثال مذکور مین مانع یہہ کہے کہ جایز ہے
کہ یہہ شئے ماشئے بالفعل نہو یہہ سند یعنے ماشئے بالفعل نہ ہونا
حیوان نہونے سے اسلئے عام ہے کہ وہ حیوان نہونیکے
ساتھہ بہی محقق ہوتا ہے جیسے شجر حجر مین اور حیوان ہونیکے
ساتھہ بہی پایا جاتا ہے۔ جبکہ حیوان ساکن بالفعل ہووے
اور عام من وجہ ہونیکی یہہ معنے ہین کہ نقیض مقدمہ کے
ساتھہ بعض صورتون مین پائی جاوے اور بعض مین نہ پائے
جاوے جیسے کہ یہان مانع یون کہے کہ یہہ جایز ہے کہ یہہ شئے حیوان

نہو بلکہ کالا یا گورا ہو یہہ سند یعنے کالا یا گورا ہونا حیوان کے
ساتھہ بہی پایا جاتا ہے اور حیوان کے بدون بہی
پایا جاتا ہے اور سند مساوی کی یہہ معنے ہین کہ اوسمین
اور نقیض مقدمہ ممنوعہ مین وجودًا وعدمًا مساوات پائی جاوے
جیسے مثال مذکور مین مانع یون کہے کہ جایز ہے کہ وہ حساس
یا متحرک بالارادہ نہو حساس نہونے اور حیوان نہونے مین
مساوات ہے یعنے جہان یہہ ہوگا وہان وہ ہوگا اور جہان
یہہ نہوگا وہان وہ نہوگا اور سند مباین کے یہہ معنے
ہین کہ وہ اور نقیض مقدمہ ممنوعہ کی ایک جگہہ صادق نہ آوین اور
یہہ حقیقت مین سند ہی نہین ہوتے اسلئے کہ وہ عین مقدمہ
سے موافق ہوتی ہے منجملہ [illegible] سند [illegible] خاص سے سند کے
باطل کرنے سے کچھہ فایدہ حاصل نہین ہوتا اسلئے کہ جبکہ
خاص کے انتفاء سے عام کا انتفا لازم نہین آتا تو نقیض
مقدمہ کے منتفی نہوگی اور عام سند کی باطل کرنیسے اگرچہ
نقیض مقدمہ کے جو اوس سے خاص مطلق ہے یا خاص
من وجہ ہے یا باطل ہوجاویگے مگر ازبسکہ وہ عین مقدمہ سے
بہی عام ہے تو یہہ بہی فی الجملہ باطل ہوجاویگا یعنے اگر یہہ

خاص مطلق ہے تو بالکل منتفی ہو جاویگا اور اگر خاص من وجہ ہے
تو من وجہ باطل ہو جاویگا اور یہہ قول بعضونکا کہ اگر سند مذکور
نقیض مقدمہ سے عام مطلق اور عین مقدمہ سے عام من وجہ ہو
تو ابطال اوسکا مفید ہے خیلی تامل طلب ہے اور اصل یہہ
ہے کہ سند مساوی کا باطل کرنا بلاشبہ مفید و نافع ہے اسلئے
کہ اوسکے باطل ہونے سے مقدمہ ممنوعہ کے نقیض باطل ہوتی
ہے اور نقیض کے باطل ہونے سے عین مقدمہ کا ثابت ہوتا
ہے اور اوسکے ثبوت سے دلیل پوری ہوتی ہے اور مدعی ہاتھہ آتا
ہے **چھٹا مقصد** یہہ ہے کہ نقض اجمالی ایسے شاہد کے لانی
پر سنا نہین جاتا کہ دلیل کے فساد کو بتا دی اور خود متحقق نہووے
بخلاف منع کے کہ وہ بے سند بھی سنی جاتی ہے اسلئے
کہ وہان صرف احتمال ہے کافی و وافی ہوتا ہے **اثبات تخلف**
کے لئے مدعی کی دلیل کو اوسکے مدلول کے غیر مین
دو طرح پر جاری کرتے ہین ایک یہہ کہ بعینہ جاری کرین یعنے وہی
حد اوسط بعینہ قایم رہے اور فرق اسقدر ہو کہ مطلوب کا موضوع
بدلا جاوے مثلاً گوہی حرام خور گلے مردڑے مرغے کی حلت پر
یہہ دلیل لاوے کہ وہ مرغی طعام اہل کتاب کا ہے اور ہر طعام اہل کتاب کا مسلمانون

کے لئے حلال مباح ہے اور **مخالف** اوسیکا بلاکم وکاست اسی دلیل
کو خنزیر مین جاری کرے اور تخلف جتاوے تو فرق اتنا ہے
ہے کہ موضوع مطلوب مین تبدل واقع ہوا یا نے اوسط و اکبر وہی
مین اور دوسرا طریق یہہ ہے کہ حد اوسط کے جگہہ اوسکا مرادف
یا لازم رکھدین جیسے مثال مذکور مین طعام کے جگہہ کھانا یا خوردنی
مثلاً رکھدین اور جب کہ نقض کا شاہد نظری ہو تو دلیل اوسپر
طلب کرین اور اگر بدیہی غیر اولی ہو تو تنبیہ اوسپر مانگین
اسلئے کہ سایل فساد دلیل کا مدعی ہے **تعریف** کے جامع
نہونے یا مانع نہونیکے جتانے کو بھی نقض کہتے ہین اسلئے
کہ وہ تخلف حد کا محدود سے یا محدود کا حد سے بتاتا ہے مثلاً
جب حد دخول غیر کو مانع نہوگے تو وہ محدود سے متخلف ہوگے
اور جب افراد محدود کو جامع نہوگے تو محدود اوس سے متخلف
ہوگا **تعریف خاص** کے بالعام مانع نہین اسلئے کہ وہان حد ہے
محدود نہین اور **تعریف عام** کے بالخاص جامع نہین اسلئے کہ
وہان محدود ہے حد نہین شاہد نقض کے مدافعت کے لئے چند
طریقے ہین **اول** یہہ کہ جہان ناقض نے دلیل مذکور کو
جاری کیا اور تخلف کو جتایا وہان اوسکے جاری ہونیکو نمانے

جیسے کوئی حنفی یہہ کہے کہ ان دو معتادراہون یعنے آگی پیچھے
سے جو شئے خارج ہوتے ہے وہ وضو کو توڑتی ہے اور یہہ
برہان اوسپر قایم کرے کہ وہ شئے خارج نجس ہے اور ہر نجس
وضو کا ناقض ہے اور ایک شافعی یہہ نقض پیش کرے اور
یون تخلف بتاوے کہ خارج غیر سایل یعنے جو بدن سے نکلے اور
باہر نہ بہے وہ نجس ہے اور باوصف اسکے وضو کا ناقض نہین
غرضکہ کبری کے کلیت منقوض ہے سو جواب اسکا یہہ
ہے کہ جو سایل نہین وہ خارج نہین بلکہ وہ بادی یعنے ظاہر ہی
حاصل یہہ کہ تحت اصغر داخل نہین اور دوسرا طریق یہہ ہے
کہ خود تخلف کو نمانے مثلا مثال مذکور مین یہہ حنفی یون کہے
کہ خارج غیر سایل نجس ہے نہین اور جب وہ نجس ہی نہین تو وضو
کا ناقض نہین یعنے وہ حد اوسط سے خارج ہے اور تیسرا طریق
یہہ ہے کہ مستدل یہہ بتاوے کہ صورت تخلف مین یہہ مانع پیشتر
آیا اور اوسنے دلیل کے اثر کو ظاہر ہونے ندیا مثلاً جب
مثال مذکور مین معترض یہہ اعتراض کرے کہ دائمی بہنے والے
زخم سے جو بہتا ہے اور سلس البول کی بیماری مین جو ٹپکتا ہے
وہ بلاشبہ نجس ہے اور باوجود اسکے وضو کا ناقض نہین تو جواب

اوسکا یہہ ہے کہ حکم تو دلیل سے متخلف نہین مگر ظہور اوسکا
یہان اسلئے نہین ہوا کہ اگر وضو کو قایم نمانا جاوے تو یا مکلف سے
فرض ساقط کئے جاوین یا نماز بلا وضو کے صحت تسلیم کیجاوے اور
جب یہہ کہ دونو باتین نہین ہوسکتین تو لاچار وضو کو قایم تسلیم کیا
گیا اور اگر ناقض لزوم محال کو بیان کرے تو اب جواب اوسکا یہہ ہے
کہ لزوم محال کو نمانے مثلاً جب کوئی راست گو یہہ دعوے
کرے کہ ہر موجود کی حقیقت ثابت ہی اور یہہ دلیل اوسپر لاوے
کہ ہر موجود شئے ہے اور ہر شئے کی حقیقت ثابت ہی اور ایک بے
حقیقت یہہ بول پڑے کہ اگر کسی شئے کی حقیقت ثابت ہو تو
ثبوت اوسکا ثابت ہی یا نہین اگر نہین تو جو ثبوت کہ خود معدوم
ہے دوسری شئے کو ثابت نہین کرسکتا بقول اوستاد کے
کہ ع او خویشتن گم است کرا رہبری کند۔ اور اگر ثابت ہی تو پہر
اوسکے ثبوت مین گفتگو کیجاویگی غرضکہ اگر کسی شئے
کے حقیقت ثابت ہووے تو یا تسلسل لازم آویگا یا یہہ
ماننا پڑیگا کہ وہ ثبوت جو خود معدوم ہے دوسرے شئے کو موجود کرسکتا ہی
اور یہہ دونو امر محال ہین اور امر محال کا مستلزم خود محال ہے سو
اب حقیقت کسی شئے کی ثابت نہین ہے جواب اسکا یہہ ہے

کہ تسلسل لازم نہین آتا اسلئے کہ ثبوت کا ثبوت عین ثبوت ہے
اور تسلسل تعدد کے فرع ہے یا یہہ کہ وہ تسلسل جو محال ہے لازم نہین آتا اسلئے
کہ معانئے مصدریہ محض اعتباری ہین اور امور اعتباریہ مین تسلسل
محال نہین ہے اور دوسرا طریق یہہ ہے کہ لازم کے استحالہ کو نمانے
جیسے کہ یہہ بات کہی گئی کہ ہوا حکمت یعنے وجوب امکان امتناع اور جہات
منطقیہ مغائر بالذات ہین ورنہ یہہ لازم آتاہے کہ ماہیت کی لوازم
واجب الوجود ہوجاوین اور یہہ محال ہے سو جواب اوسکا یہہ
دیاگیا کہ لوازم ماہیت کا واجب الثبوت ہونا لازم آتاہی اور یہہ
محال نہین اور مثال مشہور یہہ ہے کہ کوئی شخص خوش عقیدہ
یہہ بات کہے کہ زید کے فعل اللہ کے مخلوق ہین اسلئے کہ وہ ایک
بندہ ہے اور ساری بندون کے فعل اللہ کے مخلوق ہین اور
معتزلی یہہ نقض پیش کرے کہ چوری جاری یہہ بندونکے
فعل ہین اور وہ مخلوق اللہ کے نہین اسلئے کہ یہہ دونو کام
بُرے ہین اور بُرے کامونکا پیدا کرنا بُرا ہے اور اللہ بُرائی سے
بَری ہے سو جواب اوسکا یہہ ہے کہ بُرے کامونکا پیدا کرنا
بُرا نہین پس جو لازم آتاہے وہ بُرا نہین ساتوان مقصد
یہہ ہے کہ مدعے کی مدعی کا انکار و تغلیط بلا دلیل مکابرہ ہے

عام اس سے کہ مدعے اوسپر کوئی برہان لاوے یا نہ لاوے اور
منع دلیل اس سے پہلے کہ مدعے دلیل اوسپر لاوے غصب ہے
اور محقق لوگ اس غصب کو بہت بُرا جانتے ہین اور دلیل سمیت
انکار مدعی کا بعد اسکے کہ مدعی نے اوسکو مدلل کیا ہو معارضہ
ہے اور اسمین اختلاف ہے کہ معارضہ مین یہہ شرط ہی کہ معارض
مدعی کے دلیل کو کسی طرح پر نچھیڑے یا یہہ شرط نہین۔
پہلی بات مشہور ہے اور دوسری ظاہر ہی اسلئے کہ
تسلیم ظاہری معارضہ کی منافی ہے اگرچہ واقع مین نہین
اور جب کہ معارضہ مع تسلیم ظاہری ہوگا تو وہ معارضہ محضہ
ہوگا۔ اور جب مع عدم تسلیم ہوگا تو وہ معارضہ مع المناقضہ
ہوگا بعضون نے یہہ التزام کیا ہے کہ منجملہ ان دونو قسمون
کے کوئی سے قسم ہو تقریر اوسکے نقض کے پیرایہ مین یون
کرنے چاہئے کہ تمہاری دلیل کے مقدمئے بالکل درست
نہین اگر وہ درست ہوتی تو اوسکے مدلول کا منافی
صحیح و صادق نہوتا مگر ہمارے پاس ایک ایسی دلیل ہے
جو اوس منافی کے صدق و صحت پر پوری پوری دلالت
کرتی ہے کہتے ہین کہ معارضہ کا مرجع قطعے دلیلونمین

خواہ وہ نقلے ہون یا عقلے ہون نقض اجمالی ہوتا ہے اسلئے
کہ دو قطعے حقیقت مین معارض نہین ہوتی اور وہ معارضہ
جو وہان مذکور ہوتا ہے اوسکو معارضہ مع النقض کہتے ہین اسلئے
کہ نقض اوسمین ضمناً پایا جاتا ہے ہان نقلیات ظنیہ مثل
فقہے قیاسون کے باہم معارض ہوسکتے ہین کیونکہ منجملہ اونکے
کسی ایک کا خطا ہونا بعید از قیاس نہین ہے کہا گیا
کہ معارضہ مع النقض اور معارضہ بالقلب آپسمین ایک ہین
اور فرق اونکا اعتباری ہے یعنے اس اعتبار سے کہ وہ
دلیل مدعی کو مخالف اوسکے بتاتا ہے بعد اسکے کہ وہ
موافق تھے معارضہ بالقلب کہتے ہین اور اس حیثیت سے
کہ وہ نقض کو متضمن ہوتا ہے معارضہ مع النقض بولتے ہین
تتمہ معارضے کی بعض قسمون کی جواز وصحت مین خلاف واقع
ہوا منجملہ اونکے ایک معارضہ علی المعارضہ یعنے معارضہ
کے مقابلہ مین معارضہ کرنا صورت اوسکی یہہ ہے کہ مدعی
نے دلیل قایم کی اور معارض نے معارضہ کرکے اوسکو ساقط
کیا پہر مدعی نے دوسری دلیل قایم کی دوسری معارضہ
بالبداہت بدیہی محض پر جیسے مدعی یہہ کہے کہ یہہ حکم ... ہے

اور اوسکے بدیہی ہونے پر دلیل نہ لاوے اور معارض یہہ کہے
کہ نقیض اس حکم کے ثابت ہے اسلئے کہ وہ بدیہی ہے اور ہر بدیہی ثابت
ہے تیسری معارضہ بالبداہت بدیہی مدلل پر یعنے جسکی بداہت
کو مدعی نے بدلیل ثابت کیا اوسکا معارضہ بالبداہت کیا جاوے
جیسے مدعی یہہ کہے کہ یہہ حکم بدیہی ہے اسلئے کہ وہ محسوسات
یا وجدانیات مین سے ہے اور معارض یہہ پیش کرے کہ نقیض
اس حکم کے بدیہی ہے اور کوئی دلیل اوسپر نہ لاوے چوتھی
معارضہ بالدلیل بدیہی غیر مدلل پر مثال اوسکی یہہ ہے کہ مدعی
یہہ کہے کہ اعیان ثابتہ کے حقیقت ثابت ہے اور یہہ حکم
بدیہی ہے اور سوفسطائی یہہ معارضہ کرے کہ نقیض اوسکی
ثابت ہے اور وہی دلیل اوسپر لاوے جو پہلے مذکور ہوچکے
ہے پانچوین معارضہ بالدلیل بدیہی مدلل پر جیسے کوئی یہہ
کہے کہ رنگ اس شئے کا کالا ہے اور یہہ بات بدیہی ہے اسلئے
کہ وہ محسوس ہے اور ہر محسوس بدیہی ہے اور معارض یہہ
معارضہ پیش کرے کہ نقیض اوسکی ثابت ہے اسلئے کہ وہ قابض
بصر نہین اور جو قابض بصر نہین وہ سیاہ نہین اور حق یہہ ہے
کہ یہہ پانچون قسمین صحیح و جایز ہین اور ہر قسم کی جواز وصحت کے

دلیلین بجائے خود مذکور ہین اور نظر برین سب کا اتفاق اسپر ہے
کہ جب کبھی بدیہی کا معارضہ برہان سے کیا جاوے تو وہ برہان
زیادہ اعتبار کے قابل ہے اور ایسے ہی اگر نقلی دلیل کا معارضہ عقلی
دلیل سے کرین تو عقلی زیادہ معتبر ہوگی مگر یہہ کہ نقلی محکم
قران مجید یا حدیث متواتر ہو تواب نقلی ہے معتبر ہوگے اور
قران مجید کے وہ آیات متشابہات جنکی ظاہری معنون سے باری تعالے
کے مجسم ہونیکا توھم پیدا ہوتا ہے اور کچھہ لوگ اس دہوکھے
مین اکر مجسمہ بنگئے جیسے الرحمن علے العرش استوی ویداہ
مبسوطتان اون عقلی نقلی دلیلون کے معارض نہین ہوسکتین
جنسے باری تعالے کا بسیط و مجرد ہونا بخوبی ثابت ہوتا ہے
واضح ہو کہ دلیل ظنی برہان قطعی کا مقابلہ نہین کرسکتی ہان اگر
الزام منظور ہو تو یہہ امر ممکن ہے تبصرہ مناظرہ کے مفہوم
مین جو خلاف مدعی معتبر ہے وہ نقیض صریح اور مساوی نقیض
اور اخص من النقیض کو شامل ہے یعنے خواہ وہ مدعا نہ مدعی
کے صریح نقیض ہو یا اوسکے نقیض کے مساوی ہو یا اوسکے
نقیض سے اخص ہو ہان عام نہو اسلئے کہ ثبوت عام سے
ثبوت خاص کا لازم نہین آتا پس اس صورت مین معارض اگر

اُی دلیل بیکار ہوجائیگی بخلاف اسکے کہ جب خاص ہو گا تو ثبوت خاص کا
عام کے ثبوت کو مستلزم ہوگا حاصل یہہ ہے کہ معارض کا مطلوب
مدعی کے [illegible] عام نہ ہووے نقیض صریح کے یہہ مثال
ہے کہ مثلاً حکیم نے یہہ دعوی کیا کہ زمین ساکن ہے اور دلیل
اوسپر لایا اور معترض نے یہہ دعوی کیا کہ زمین ساکن نہین اور دلیل
اوسپر لایا اور مساوی النقیض کی یہہ مثال ہے کہ مثال مذکور
مین معارض نے کہا کہ زمین متحرک ہے متحرک لاساکن کی مساوی
ہے جو ساکن کی نقیض صریح ہے اور اخص من النقیض کی یہہ مثال
ہے کہ مدعی نے کسی شے کے حیوان ہونے پر دلیل قایم کی
اور معارض اوسکے شجر ہونے پر دلیل لایا شجر لاحیوان سے خاص
ہے جو حیوان کے صریح نقیض ہے اور نقیض سے عام مطلق کی
یہہ مثال ہے کہ مدعی نے کسی شئے کا انسان ہونا بدلیل ثابت
کیا اور معارض اوسکے ممکن عام ہونے پر دلیل لایا ممکن عام انسان
کے نقیض صریح یعنے لاانسان سے عام مطلق ہے اسلئے کہ ہر
لاانسان ممکن عام ہے اور ہر ممکن عام لاانسان نہین انسان ممکن
عام ہے لاانسان نہین اور عام من وجہ کی یہہ مثال ہے کہ
مثال مذکور مین معارض نے شئے مذکور کا حیوان ہونا ثابت کیا

حیوان اور انسان کی نقیض صریح مین عموم من وجہ ہے اسلئے کہ
بعضے حیوان لاانسان ہین جیسے گھوڑا مثلاً اور بعضے حیوان لاانسان
نہین جیسے خود انسان اور بعضے لاانسان حیوان نہین جیسے دیوار خلاصہ
یہہ ہے کہ نقیض صریح یا مساوی نقیض یا اخص من النقیض کی اثبات
سے بطلان مدعی کا متصور ہے اور اعم من النقیض کی اثبات سے
کچھ فایدہ نہین ہے خواہ وہ عام مطلق ہو یا عام من وجہ ہو۔
باقی رہا مباین نقیض وہ عین مدعی ہے یا اوسکا لازم ہے اثبات
اوسکا معارضہ نہین ہے نظر برین وہ بحث سے خارج ہے
آٹھوان مقصد یہہ ہے کہ جب مستدل اپنی دلیل کی کسی مقدمہ
کو صغری کو یا کبرے کو مدلل کرے تو اوس مقدمہ کا نقض و معارضہ
جایز ہے یعنے اوسکے فساد پر دلیل لائی جاوی یا اوسکے نقیض
پر کوئی برہان قایم کی جاوے پہلے کو مناقضہ علی سبیل نقض اور
دوسرے کو مناقضہ علے سبیل معارضہ کہتے ہین اسلئے کہ مناقضہ
یعنے منع کے معنے جو مقدمہ کی عدم تسلیم ہے دونو صورتون مین
پائے جاتے ہین مثال اوسکی یہہ ہے کہ کوئی شخص اس دعوی کو کہ مفہوم
انسان کا موجود خارجی نہین باین دلیل ثابت کرے کہ مفہوم
انسان کا کلے ہے اور کوئی کلے موجود خارجی نہین اور کبری پر یہہ

دلیل لاوے کہ اگر کلے موجود خارجی ہو جاوے تو کلی کلی نہ رہیگی پر افراد
کثیرہ پر محمول نہوگی تو سایل یہہ کہہ سکتا ہے کہ کلی طبعی موجود
خارجی ہے اگر موجود خارجی نہو تو موجودات خارجیہ کا جز نہ پڑے
یہہ موجبہ جزیہ کہ کلی طبعی موجود خارجی ہے نقیض اوس سالبہ
کلیہ کی ہے جو دلیل مدعی کا کبری تہا اور بعضون کا یہہ قول ہے
کہ اگر دلیل مدعی کا مقدمہ بین الفساد ہے تو نقض و معارضہ اوسکا
اس سے پہلے بھی جایز ہے کہ مستدل اوسکو مدلل کرے جیسے کوئی
ظاہر بین کسی شئے کے محسوس ہونیکو باین دلیل ثابت کرے کہ یہہ شئے
موجود ہے اور ہر موجود محسوس ہے تو اس سے پہلے کہ وہ کبری کو کسی
ٹوٹی پھوٹی دلیل سے مدلل کرے یہہ نقض وارد کر سکتے ہین کہ باری
تعالے اور بقول فلاسفہ کے مبادی عالیہ موجود ہین اور اونمین سے
کوئی محسوس نہین اور یہہ نقض اس نظر سے منع ہے کہ کبری کی
کلیت کی عدم تسلیم پر مشتمل ہے اور باین نظر نقض ہے کہ مادہ مستد
کا متحقق ہے اور اسیلئے کہا گیا کہ مناقضہ علے سبیل معارضہ اور
مناقضہ علے سبیل نقض کی تقریر منع کے پیرایہ مین مناسب نہین کیونکہ
اب وہ منع نہین رہی اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اوس فاسد مقدمہ
کو ایک اور پہچے مقدمہ سے ملاتے ہین اور جب دونو کی اجتماع سے کوئی

محال لازم آتا ہے تو لزوم محال کا منشاء فساد اس مقدمہ کا گنا
جاتا ہے اسلئے کہ کوئی امر صحیح و صادق کسی محال کو مستلزم نہین ہوتا
اور حکم کیا جاتا ہے کہ وہی مقدمہ بجاے خود فاسد ہے مثلاً دلیل مذکور
کی کبری کو اگر اس سچے مقدمہ سے یعنے ہر محسوس مادی ہے ملا دین تو
یہہ لازم آویگا کہ باری تعالے اور مجردات بہی مادی ہین مگر یہہ محال اس
مقدمہ سے لازم آیا نہ اس سچے مقدمہ سے تو وہ مقدمہ فاسد ہے
نوان مقصد یہہ ہے کہ جب مستدل کا مقصود استدلال سے یہہ
ہووے کہ فریق ثانی کو شک مین ڈالے یا دہوکہا دیوے تو اب نقض و
معارضہ کا وارد کرنا مستحسن نہین اسلئے کہ وہ اپنے بیان کی راست
درست ہونیکا دعوی نہین کرتا ہان منع کا وارد کرنا مضایقہ نہین
کیونکہ منع سے اصلی غرض یہہ ہوتی ہے کہ مستدل اپنے بیان کو دہکاے حجت
بحث اور یہہ امر اوسکے حق مین مضر نہین اور یہہ مسئلہ مناظرہ کی
بحث مین جب داخل ہوسکتا ہے کہ اظہار صواب کسی فریق کا مقصود
ہو جیسے کہ بعضون کا مذہب ہے اور اگر یہہ معتبر کیا جاوے کہ اظہار
صواب ہر دو فریق کو مقصود ہو تو کوئی مشکک یا مغالط مناظر
نسمجہا جایگا جب کہ منوع ثلاثہ معترض کے خیال مین آجادین تو
منع کو مقدم رکہے اور معارضہ کو سب سے پیچہے ڈالے اور بعضونکا

یہہ قول ہے کہ نقض کو مقدم کرے اور منع اور نقض دونو کو معارضہ
پر مقدم رکہے بہرتقدیر معارضہ کا حق یہہ ہے کہ وہ پیچہے رہے جیسے
جب کوئی نام کا مسلمان گلے مروڑی مرغی کی حلت کا قایل ہووے
اور یہہ دلیل اوسپر لاوے کہ گلے مروڑی مرغی طعام اہل کتاب کا
ہے اور طعام اہل کتاب کا مسلمانونکے لئے حلال ہے بقولہ تعالے
وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم تو اب یہان منوع ثلاثہ یعنے
منع نقض معارضہ تینون متوجہ ہوسکتے ہین خواہ منع کو مقدم کرین
خواہ نقض کو مقدم رکہین منع کی یہہ تقریر ہے کہ دلیل مذکور کی
کبری کی کلیت مسلم نہین اسلئے کہ خنزیر اس حکم سے مستثنی ہے اور
کبری جزئیہ شکل اول مین منتج نہین ہوتا۔ اور نقض کی یہہ تقریر ہے
کہ یہہ دلیل بعینہ خنزیر مین جاری ہے اور وہ مسلمانون پر حرام ہے
غرضکہ اس مادہ مین حکم دلیل سے تخلف ہے اور معارضہ کی
یہہ تقریر ہے کہ گلے مروڑی مرغی حرام ہے اسلئے کہ وہ منخنقہ ہے
اور ہر منخنقہ حرام ہے بقولہ تعالے حرمت علیکم المیتۃ والدم
ولحم الخنزیر وما اہل لغیر اللہ بہ والمنخنقۃ تکملہ منوع ثلاثہ مذکورہ مین
بحث کی منحصر ہونے پر یہہ بحث کی گئی ہے کہ کبہی مدعی کی دلیل
پر یہہ قدح کی جاتی ہے کہ تیری یہہ دلیل تیری دعوی کو مستلزم ہے،

نہین یعنے تقریب تام نہین اور یہہ جب ہوتا ہے کہ مدعی خاص ہو اور دلیل
عام ہو مثلاً کوئی یہہ دعوے کرے کہ یہہ شئے انسان ہے اور یہہ دلیل
لاوے کہ یہہ حیوان ہے حیوان ہونا انسان ہونے کو مستلزم
نہین اور کبھی یہہ کہتے ہین کہ یہہ دلیل اور مقدمہ کی محتاج ہے یا
اوسکا وہ مقدمہ محض بیکار ہے یا وہ مصادرہ پر مشتمل ہے یعنے
دلیل کی صحت خود دعوے کی صحت پر موقوف ہے مثلاً یا صحت
دلیل کا لازم ممنوع ہے یعنے یہہ کہا جاتا ہے کہ یہہ دلیل جب پوری
ہو تو یون ہووے اور یون ہونا مسلم نہین غرض کہ کوئی اعتراض
ان اعتراضون مین سے نہ منع ہے اور نہ نقض ہے اور نہ معارضہ
ہے پہلے اور دوسری اور چوتھی بحث کا یہہ جواب ہے کہ اگر یہہ
اعتراض کسی شاہد صادق کے ساتھہ ہووین تو نقض مین داخل
ہین ورنہ پہر مکابرہ ہے اور مکابرہ غیر مسموع ہے اور منوع ثلاثہ
مین حصر الجاث مسموعہ کا ہے اور تیسری بحث کا یہہ جواب ہے
کہ بعض مقدمات کا لغو بیکار ہونا ثبوت مدعی کا منافی نہین صرف
اتنی بات ہے کہ مستدل نے ایک امر زاید کو ذکر کیا - اور منوع ثلاثہ
مین وہ بحث منحصر ہے جو ثبوت مدعی کو منافی ہووے اور پانچوین
بحث کا یہہ جواب ہے کہ صحت دلیل کا لازم وہ ہے جو موقوف علیہ اوسکا

ہے عام اس سے کہ وہ جزء ہو یا شرط ہو اور یہہ مقدمات دلیل پر
صادق آتا ہے پس اوسکا منع بعینہ منع اصطلاحی ہے حاصل یہہ کہ
اعتراضات مذکورہ منوع ثلاثہ سے خارج نہین ہین **خاتمہ** مناظرہ کی
ساری بحثین حکم خبری سے متعلق ہوتے ہین خواہ وہ صریح ہو خواہ وہ
ضمنی ہو اور اگر یہہ بات مانی جاوے کہ مدعی مین بدون اعتبار
حکم ضمنی کے مناظرہ کی بحثین جاری ہو سکتی ہین اور ایسی ہی انشائیات
اور مفردات مین بدون اعتبار حکم ضمنی کی تصحیح نقل کا مانگنا جائز ہے
جیسے کہ بعضونکا مذہب ہے تو مناظرہ کی حد معروف یعنے توجہ کرنا متخاصمین
کا نسبت خبر مین جو مسلم ہے منہدم ہو جاویگی اور بحث کی قاعدے
بلا ضرورت بڑہ جاوینگے - اور اصل یہہ ہے کہ انشائیات منقولہ
اور مفردات منقولہ مین حکم ضمنی ہوتا ہے مثلاً جب کوئی یہہ کہے
کہ ہمارے حضرت نے یہہ فرمایا کہ اپنے لڑکون کو نماز کے قاعدے سکہاؤ
تو یہان یہہ حکم اعتبار کیا جاویگا کہ یہہ امر حضرت کا قول ہے اور یہہ مفردات
منقولہ مین یہہ مانا جاویگا کہ یہہ مفرد اس معنے کے لئے موضوع ہے
اور اب دونو صورتون مین نقل کی تصحیح درکار ہوگی - خاتمہ -
بحث مین جلدی کرنا اچھا نہین فریقین کو تامل کرنے مین فایدہ ہے
چنانچہ مستدل کا یہہ فایدہ ہے کہ وہ دلیل مین گھٹاتا بڑہاتا ہے

اور نظری مقدمہ پر دلیل اور مخفی مقدمہ پر تنبیہ لاتاہے اور کلام اوسکا
مناقشہ سے محفوظ رہتاہے اور سایل کا یہہ فایدہ ہے کہ جلدی بیز
اعتراض اوسکا پورا نہین ہوتا بلکہ کبھی جلدی خرابی کا باعث ہوجاتی ہے
اور یہہ امر بہت ضروری ہے کہ ہر علم کی بحث مین اوسکی مناسب
کلام کرے مثلا جب اصول وعقاید مین گفتگو پیش آوے تو قطعی
دلیلین لائی جاوین اسلئے کہ وہان ظنیات کا کام نہین علاوہ اسکے
مذکورہ کی یہہ باتین بہے ملحوظ رہین کہ مناظر اپنے کلام مین ایسا
اختصار نکرے کہ مطلب پورا پورا سمجہہ مین نہ آوے اور نہ ایسا ہی
اوسکو نہ پہیلاوے کہ فریق ثانی سنتا سنتا گہبرا جاوے اور ایسے
لفظ غیر مانوس کو نہ بولے کہ طرف ثانی کو پوچہنے کی ضرورت ہوا ور
ایسے کلمہ کو بلا قرینہ کلام مین نہ لاوے جو دو معنون کا احتمال رکہتا ہے
اور مناظرہ کیوقت کسی شے کیطرف التفات نکرے اور جسکا
مقصود مین دخل نہووے اوس سے الگ رہی اور عین مباحثہ
مین نہ ہنسے نہ غرارے اور نہ فحش زبان پر لاوے جیساکہ فی زماننا بعض
مباحثون مین دیکہا گیا اور مباحثہ سے پہلے تہوڑی بہت شرطون
کا التزام کرنا یا کرانا مضایقہ نہین اگرچہ فی الجملہ ضعف و ناتوانی پر دلالت
کرتا ہے اور جسکی ہیبت غالب ہووے اور لوگ اوس سے ڈرتے

ہون اوس سے بحث نکرے جیسے حضرت عبداللہ بن عباس رض
نے امیر المومنین عمر بن الخطاب رض سے عول کے مسئلہ مین کچہہ
گفتگو نہ کی اور جب کسی نے اونسے پوچہا تو آپنے یہی جواب دیا کہ حضرت
عمر رض مرد مہیب تہے اونکی ہیبت غالب آئی اور بقول سعدی رح
کسے ع ـ دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد ـ غرض مقابل کو حقیر نہ سمجہے
اور لازم ہے کہ تکیہ لگاکر نہ بیٹہے اور بہوکہا پیاسا بہی نہو اور
بہت پیٹ بہرا بہی نہو اور گفتگو کے وقت ادہر ادہر نہ دیکہے
اور کسی سے گفتگو مین مدد نہ مانگے اور چاہا گر گفتگو نہ کرے غرض
کہ جو باتین مناظرہ کی مناسب نہون اونسے بچتا رہے مگر آجکل کے
مباحثے جو محض مکابرہی یا مجادلی ہین اظہار صواب سے مبرا اور
تحقیق حق سے معرا ہین چنانچہ اون مین ہر فریق کو یہہ منظور ہوتا
ہے کہ میرا قول بالا رہے اور کہیت اپنے ہاتہہ آوے سو یہہ مباحثے
نہین بلکہ مرغون کے پالیان ہین علاوہ اسکے ہر طرف کی بہلا
چاہنے والی وہ باتین اوڑاتی ہین جو معرکہ مین کبھی سنے نہین جاتیں
یہانتک کہ جب تحریری مباحثے ہوتے ہین تو تب بہی یہہ خاک
اوڑتے ہے مگر اتنی بات ہے کہ لکھنے کے آگے بکتم نہین چلتے پس
اس زمانہ مین کنج عزلت اولی و انسب ہے ہان جو لوگ ایسے ہین کہ وہ

بحث ومباحثے کی بدولت روٹی کہاتے اور روپے کماتے ہین وہ لڑین اور جہگڑین اور تقریری تحریری مباحثے کرین اور کہاوین اور مزے اوڑاوین ع بحث کردن کار بیدردان بود ✤ فقط اب مصنف کی یہہ التجا ہے کہ جو کوہی اس رسالہ کو پڑھے یا پڑہائے وہ اوسکو دعائے خیر سے یاد کرے

تمت

تمام شد

سپاس گزاری

یہ نایاب رسالہ اِدارہ کو محترم جناب محمد عثمان رضوی صاحب (منتظم: دائرالعلم، و رُکن: انجمن ناشران و تاجران؛ داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ، لاہور) کے ذخیرۂ کتب سے دست یاب ہوا اور اُن کی فراخ دلی و کتاب پرستی اور علم دوستی کی فطری عادت کی بہ دولت چھپ کر اہل علم و دانش کی دست رس میں آیا ہے۔ خداوندِ خبیر انھیں اِس علمی خدمت پر اجرِ کبیر عطا فرمائے!

''دارُالاسلام'' کی شائع کردہ تراثِ علمیہ

1- المبین مع تنقید و تبصرہ 2- الرشاد 3- نُزْهَةُ الْمَقَالِ فِي لِحْيَةِ الرِّجَالِ

پروفیسر علّامہ سید محمد سلیمان اشرف بہاری سابق صدر شعبۂ علومِ اسلامیہ مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ

4- شَرْحُ الْمِرْقَاةِ لِشَمْسِ الْعُلَمَاءِ الْمَوْلَوِي مُحَمَّد عَبْدِ الْحَقِّ الْخَيْرَ ابَادِي

وَيَلِيهِ: رسالة في الوُجُودِ الرَّابِطِي لِلسَّيِّدِ الحَكِيمِ بَرَكَاتِ أَحْمَدَ التُّونْكِي

5- ابحاثِ ضروری: حافظ ولی اللہ لاہوری، محشّی: مولوی فقیر محمد جہلمی، تحقیق: خورشید احمد سعیدی

6- الروض المجود (وحدۃ الوجود): علّامہ محمد فضل حق خیر آبادی، مترجم: حکیم سید محمود احمد برکاتی

7- علّامہ فضل حق خیر آبادی - چند عنوانات: خوشتر نورانی

8- حیاتِ اُستاذ العلما مولانا یار محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ: علّامہ غلام رسول سعیدی

9- مولودِ کعبہ کون؟: مولانا قاری محمد لقمان قادری

10- مَنْ هُوَ مُعَاوِيَه؟: مولانا قاری محمد لقمان قادری

11- اَلصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ الله: مولانا غلامِ دستگیر ہاشمی قصوری رحمۃ اللہ علیہ

12- توثیق صاحبین: فیصل خان رضوی

13- دفاعِ سیدنا امیر معاویہ: شیخ حیات سندھی، عبد العزیز پرہاروی، عبد القادر بدایونی وغیرہم

14- افضلیتِ سیدنا صدیق اکبر پر اجماعِ اُمت: فیصل خان رضوی

15- رسائل مولانا خیر الدین خیوری دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (والدِ ابو الکلام آزاد)

16- مجلّہ ''حجۃ الاسلام''/ علّامہ اشرف سیالوی نمبر

17- اَلثَّوْرَةُ الْهِنْدِيَّةُ لِلْإِمَامِ فَضْلِ حَقِّ الْخَيْرَ ابَادِي، تَحْقِيقُ: الدُّكْتُورَة قَمَرُ النِّسَاء

18- مدحتِ امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ: فرزدق تمیمی، مترجم: مولانا اُسید الحق محمد عاصم قادری

19- فکر و نظر کے دریچے: ڈاکٹر مولانا غلام زرقانی (ابن علّامہ ارشد القادری)

20- عقائدِ نظامیہ: حضرت مولانا محمد فخر الدین چشتی نظامی، مترجم: سید مسلم نظامی

21- فیضیہ (فنِ مناظرہ): ادیبِ ہند مولانا فیض الحسن سہارن پوری

22- کلیاتِ کافیؔ: سلطانِ نعت گویاں حضرت مولانا سید کفایت علی کافیؔ مراد آبادی زیرِ طبع